کلیدی خطاب*

قاضی حسین احمد

امیر جماعتِ اسلامی پاکستان

حمد و ثناء کے بعد !

محترم قائدینِ جماعتِ اسلامی پاکستان، برادرانِ اسلام، خواتینِ اسلام،

سب سے پہلے میں ان حالات کا کچھ ذکر کروں گا، جن حالات میں جماعتِ اسلامی کی تشکیل ہوئی تھی ۔

آج سے اڑتالیس برس قبل، ۱۹۴۱ء میں حالات ایسے نہیں تھے جیسے اب آپ کو نظر آ رہے ہیں۔ آج مسلمان انحطاط میں مبتلا ہیں ۔ آج بھی وہ پسماندگی اور ذلت کا شکار ہیں ، لیکن آج سے پچاس سال قبل کی دنیا اس سے بھی زیادہ مسلمانوں کے لیے تاریک تھی، کہیں بھی روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آ رہی تھی ۔ ترکی کی خلافت کے خاتمے کے بعد برِ صغیر ہند و پاک کے مسلمانوں نے خلافت کے احیاء اور اس کی بحالی کے لیے ایک تحریک چلائی، لیکن وہ تحریک ناکامی سے دوچار ہوئی ۔ اس کے بعد مسلمانوں کو کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا، سراسیمگی کی ایک کیفیت ان پر طاری تھی ۔ مسلمانوں کی ماضی کی عظیم الشان عمارت ڈھیر ہو چکی تھی ۔ ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک ساری دنیا کی امامت کرنے کے بعد اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کے صرف چار چھوٹے چھوٹے ممالک تھے ۔ جو ایک حد تک آزاد تھے ۔ سعودی عرب، یمن، ترکی، افغانستان ۔ یہ استعماری طاقتوں کے براہِ راست تسلّط کی نگرانی میں تھے، لیکن باقی سارا عالمِ اسلام جو اس وقت آپ کو نظر آ رہا ہے، ان کی غلامی کے بندھنوں میں بندھا ہوا تھا۔

اس وقت کچھ لوگوں نے راستہ دکھایا، کہ نئے سرے سے اُمّتِ مسلمہ کی تعمیر اُس نقشے پر کرنی

ہے ، جس نقشے پر محمدؐ مصطفیٰ نے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کو تعمیر کیا ۔ میں یہ واضح کر دوں کہ یہ کوئی نئی فکر نہ تھی نہ کچھ لوگ کوئی نئی چیز لے کر آئے تھے ۔ انہوں نے قرآن و سنّت کی صاف ستھری تعلیمات کے مطابق امّتِ مسلمہ کو وہ راستہ بتایا جو راستہ عظمت کا راستہ تھا ۔ جس راستے پر چل کر اس سے پہلے وہ بلندی اور رفعت کی منزل پر پہنچی تھی ۔ وہ راستہ دوبارہ اس کے سامنے رکھا گیا ۔

وہ راستہ یہ تھا کہ 'وکذلک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا'۔ اللہ نے امّتِ مسلمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ 'ہم نے تمہیں انصاف کی علمبردار امّت بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوں' ۔ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس مقصد کے لیے اللہ نے بھیجا تھا ۔ وہ مقصد انہوں نے پورا کیا ۔ اور اپنا کام اس امّت کے سپرد کر کے اپنے رب کے پاس چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

(ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و لوکرہ المشرکون) 'اللہ کی ذات وہ ذات ہے ۔ جس نے اپنے نبیؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ باقی تمام ادیان پر اس دینِ حق کو غالب کر دے ۔ اگرچہ یہ مشرکین پر کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے' یہ آیت قرآنِ کریم میں تین مقامات پر آئی ہے ۔ سورۂ توبہ میں، سورۂ صف میں، اور سورۂ الفتح میں ۔

سورۂ الفتح میں کہا گیا ہے کہ اس بات پر اللہ کی گواہی کافی ہے، کہ اس نے اپنے نبیؐ کو اس کام کے لیے بھیجا ہے ۔ یہی امّتِ مسلمہ کا مقصد وجود ہے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تئیس (۲۳) سال تک مسلسل جہاد کرنے کے بعد دینِ اسلام کو عرب میں ایک غالب دین بنا کر اس امّت کے سپرد کر دیا ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اسی لیے خلیفۂ رسولؐ اللہ ہیں کہ جو اقتدار اور جو غلبہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاصل کیا وہ اقتدار اور حکومت ان کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق کو ملی ۔ علم کے وارث تو سارے صحابہؓ تھے ، لیکن اس اقتدار کا ورثہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کو ملا ۔

اللہ نے دین کو غالب کر دیا، یہ غالب دین امّتِ مسلمہ کے پاس پہنچا، اور امّتِ مسلمہ کو اس کام پر مامور کر دیا گیا کہ دین کے اس غلبے کو آگے بڑھاؤ ۔ پوری انسانیت کے پاس اس کو لے جاؤ ۔ اور اس کو زندگی کا غالب نظام بنا دو ۔ فرمایا، قرآنِ کریم نے (کنتم خیر اُمّۃٍ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ)

ترجمہ = تم سب سے بہتر امّت ہو، لوگوں کے لیے بھیجے گئے ہو ۔ تمہارا کام یہ ہے کہ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور فرمایا اللہ نے ۔ (ولتکن منکم امۃ یدعون

الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون۔)

"تم میں ضرور ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو لوگوں کو خیر کی دعوت دے۔ معروف اور بھلائی کا حکم دے اور منکر سے روکے ۔ اور یہی گروہ کامیاب لوگوں کا گروہ ہے"۔

قرآنِ کریم اور احادیثِ رسولؐ اس بات پر شاہد ہیں کہ غلبۂ دین ہی امّتِ مسلمہ کا اصل کام ہے ، اس کا اصل مقام ہے۔ رسول کریمؐ کے بعد دوسرا نبی آنے والا نہیں ہے ۔ اس لیے جو مشن انبیاءؑ کا تھا۔ اس امّت کے سپرد کر دیا گیا ہے ۔

فرمایا رسولؐ اللہ نے (کانت بنو اسرائیل ۰۰۰۰) یعنی بنی اسرائیل کی سیاست نبیوں کے ہاتھ میں تھی ۔ یہاں سیاست کا لفظ استعمال ہوا ہے ۔ حدیث کی رو سے سیاست کوئی پلید شے نہیں ہے، سیاست معاملات کی اصلاح کا نام ہے، ایک قوم کے تمام امور اور معاملات کو ٹھیک کرنے اور درست کرنے کو سیاست کہتے ہیں ۔ یہ الگ بات ہے کہ غلط کار لوگوں نے سیاست کے معنی دھوکہ اور فریب کے رکھ دیئے ہیں ۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ سیاست پاکیزہ لوگوں کا کام ہے ۔ بنی اسرائیل کی سیاست نبیوں کے ہاتھ میں ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تھا تو دوسرا نبی ان کی جگہ لینے کے لیے آجاتا تھا ۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ میرے بعد دوسرا نبی آنے والا نہیں ہے، میرے بعد میرے خلفاء ہوں گے ۔ اس طرح آپؐ نے غلبۂ دین کا کام اس امّت کے سپرد کر دیا، کہ جب لوگ سیدھے راستے کو چھوڑ دیں اور بھٹک جائیں اور بگاڑ کے راستے پر چل پڑیں ، تو اس اُمّت کا فرض ہے کہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو سیدھے راستے پر، اللہ کے راستے پر واپس لے آئے ۔

یہ امّتِ مسلمہ کا مقصد وجود ہے مگر اس مقصد سے امّتِ مسلمہ غافل ہوگئی تھی ۔ صدیوں کے انحطاط کے نتیجے میں، بادشاہت اور ملوکیت، اور اس کے بعد غیر ملکی استعمار کی حکومت کے نتیجے میں مذہب و سیاست میں دوری پیدا ہوگئی تھی ۔ کچھ لوگوں نے مسجدوں میں پناہ لی اور انہوں نے یہ سمجھ لیا جیسے یہ دین کا حق ادا کرنے کے لیے کافی ہے ۔ ادھر کچھ لوگوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی ہدایت سے بے نیاز ہو کر دنیا کے امور چلانے شروع کر دیئے ۔ اس طرح کچھ لوگ دین کے اور کچھ لوگ دنیا کے ہو گئے، حالانکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لے کر آئے سیاست اس کا لازمی حصہ ہے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی امامت بھی کرتے تھے، فوج کے سپہ سالار بھی تھے اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کرنے والے بھی تھے۔

پھر ہر معاملے میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت سب پر لازم ہے ۔ چاہے سیاست ہو،

عدالت ہو، تجارت ہو، معاشرت ہو، گھر کی زندگی ہو، حکومت کے معاملات ہوں، رعیّت کے معاملات ہوں، تمام امور میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت و ہدایت کے مطابق عمل کرنا عبادت ہے ۔

دین اور سیاست کے تعلق کے بارے میں یہ وہ بنیادی تعلیمات ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے دی ہیں ۔ بد قسمتی سے بنیادی تعلیمات عام مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئی ہیں۔ اگرچہ تعلیمات علماء کے سامنے تھیں اور ان تعلیمات کی طرف بلانے والے بھی کچھ لوگ موجود تھے ۔

انحطاط، مایوسیوں اور گھٹا ٹوپ تاریکیوں کے اس دور میں چند آدمی اٹھے، اور یہ اعلان کیا کہ وہ نئے سرے سے اللہ کی اس زمین پر اسلام کی بالادستی چاہتے ہیں ۔ یہ واقعی بہت بڑی ہمّت اور جرأت کی بات تھی ۔ اور اس دور میں جب ابھی جماعتِ اسلامی کی تشکیل نئی نئی ہوئی تھی، مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی یہ بات بھی لوگوں کو بڑی عجیب لگی تھی کہ ایک وقت ایسا آئے گا، جب سرمایہ دارانہ نظام کو واشنگٹن میں اور کمیونزم کو ماسکو میں پناہ نہیں ملے گی ۔ یہ باتیں عجیب اس لیے لگیں کہ اس دور میں اسلام اجنبی بن چکا تھا ۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اسلام آیا تو لوگوں کے لیے اجنبی تھا، اور ایک وقت آئے گا کہ وہ پھر اجنبی بن جائے گا ، لیکن اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگ پیدا کیے، انہوں نے پھر سے امّت کے سامنے اس کے مقصد کی بات کہی، اور پھر سے لوگوں کو اس کام کے لیے جمع کیا ۔ اس ضمن میں اصل کارنامہ جماعتِ اسلامی کی تشکیل کا تھا ۔ مسلمانوں کی تاریخ میں آپ یہ دیکھیں گے کہ وقفے وقفے سے ایسے علماء اور ایسے مصلحین پیدا ہوتے رہے جنہوں نے لوگوں کو اسلام کی اصل دعوت کی طرف بلایا، لیکن اس مقصد کے لیے منظّم جدوجہد کرنا، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد تھا ۔ اس نقشے کے مطابق جماعت بنانا جس نقشے کے مطابق صحابہ کرامؓ کی جماعت بنی تھی ۔ یہ بڑی ہمّت اور حوصلے کا کام تھا ۔ اسلام کی بنیادی تعلیمات کی مسلسل تبلیغ کرنے کے بعد مولانا مودودیؒ نے بالآخر یہ بیڑہ اٹھایا ۔ آپ نے تمام لوگوں کو دعوت دی، اور اسی لاہور شہر میں ۔ اگست ۱۹۴۱ء میں ۷۵ آدمی جمع ہوئے اور انہوں نے جماعتِ اسلامی کی بنیاد رکھی ۔

اُن کے پیشِ نظر مقصد اور نصبُ العین وہی تھا جو مقصد اور نصب العین قرآن اور سنّت کی روشنی میں ایک مسلمان کا نصب العین ہو سکتا ہے ۔ ہم کس لیے یہ سارا کام کرتے ہیں، آپ نے کس لیے یہ سفر کی صعوبتیں برداشت کی ہیں اور روپیہ پیسہ خرچ کرتے ہیں ، جان لڑاتے ہیں، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں اور سینے پر گولی کھاتے ہیں! کس لیے یہ سب کچھ ہے بنیادی

ہدف اور مقصد یہ ہے کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہو ۔

اللہ کی رضا سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے ۔ اللہ ہمارا خالق و مالک ہے، جس کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے ۔ اس نے ہمیں زندگی کی یہ مہلت دی ہے، کچھ وسائل دیئے ہیں، اور ہمیں کہا ہے کہ تمہاری یہ مہلت، اور تمہارے یہ وسائل، یہ تمہارا جسم و جان، یہ تمہارے مادی وسائل، یہ تمہاری دنیا کی زندگی، یہ سب تمہاری آزمائش کے لیے ہیں۔ تمہیں اختیار ہے ، اپنی مرضی سے زندگی گزارو، یا میری مرضی کے مطابق گزارو ۔ میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے ۔

ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہمیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے ۔ اور جتنی بھی یہ آزمائش کی زندگی ہے، اس کے جو وسائل ہیں، ان کے لیے اللہ کے سامنے جوابدہی کرنی ہے ۔ اس وقت جو دوزخ کی آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، یقیناً وہی کامیاب ہوا ۔ یہ دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے، اصل جو مقصد ہے وہ یہی ہے کہ اپنے رب کے پاس ایک ہی حالت میں پیش ہوں ۔ وہ یہ کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہو، ہمیں دوزخ کی آگ سے بچائے اور جنت میں داخل کر دے ۔ اللہ کی جنتوں کی امید پر بھاگ دوڑ اور یہ قربانی ہو رہی ہے ۔

اللہ کی رضا کا راستہ کیا ہے؟ اللہ کی رضا کا راستہ اقامتِ دین کے لیے جہاد ہے ۔ اللہ کے راستے میں جان و مال خرچ کرنا، یہ جہاد ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ یہ ہے کہ اللہ کے دین کے غلبے کے لیے جہاد کیا جائے۔ قرآنِ پاک کی متعدّد آیات اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ کے دین کے غلبے کے لیے جہاد کرنا اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے ۔ فرمایا:

ترجمہ = اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، کیا تمہیں وہ تجارت بتا دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا دے ۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ ۔ اور اللہ کے راستے میں اپنی جانوں اور اپنے مالوں سے جہاد کرو ۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر جانتے ہو ۔ (الصف)

ایمان اور جہاد ہی اصل تجارت ہے ۔ یہی ایسی تجارت ہے جس میں کوئی خسارہ نہیں ہے ۔ اس کے بدلے میں کیا ملے گا ۔

"تمہارے گناہ تمہارے لیے بخش دیئے جائیں گے اور اللہ تمہیں ایسی جنتوں میں، داخل کر دے گا جس میں نہریں بہتی ہیں، اور ہمیشہ کی جنتوں میں، خوبصورت رہائش گاہیں تمہیں دے دے گا" ۔ (الصف)

یعنی کوئی زوال نہیں ہو گا ان سب نعمتوں کو یہ ہمیشہ ہمیشہ قائم رہیں گی ۔ وہاں موت کا خوف نہیں ہو گا ۔ نعمتوں کے چھن جانے کا خطرہ نہیں ہو گا ۔

یہی سب سے بڑی کامیابی ہے، اور یہی اصل کامیابی ہے ۔ جب تم اللہ کے راستے میں جہاد کرو گے تو ایک اور بھی چیز اللہ دے گا ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت آئے گی ۔ اور دنیا میں فتح بھی تمہیں ملے گی ۔ مومنین کو یہ بشارت دو ۔

جو لوگ اللہ کے راستے میں جان و مال خرچ کریں گے ۔ ان سے اللہ کے دو وعدے ہیں ۔ یہ کہ اللہ کی رضا اور جنت ملے گی اور یہ بھی کہ دنیا میں فتح ملے گی ۔ یاایھاالذین آمنوا مالکم اذا قیل لکم انفروافی سبیل اللہ اثّاقلتم ۔

ترجمہ :۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو کیا ہو گیا ہے تمہیں ۔ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کے راستے میں نکل پڑو، تو تم زمین کے ساتھ چمٹے جاتے ہو ۔ کیا تم نے دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے ۔ یہ تمہیں راس آگئی ہے ۔ یاد رکھو کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کا سامان بہت ہی تھوڑا ہے ۔ الا تنفروا یعذبکم عذاباً الیما ۔۔۔۔ الخ

ترجمہ :۔ اگر اللہ کے راستے میں نہیں نکلو گے ۔ تو تمہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔

آج مسلمان اسلامی نظام اور اس کی برکات کے لیے ترس رہے ہیں ۔ یہی وہ دردناک عذاب ہے ۔

' اور وہ تمہیں ایک دوسری قوم میں تبدیل کر دے گا ۔ تم اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے ۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

اذا اخرجہ الذین کفروا ۔۔۔۔۔۔ !! الخ

ترجمہ :۔ جب کافروں نے انہیں اپنے گھر سے نکالا، اور جب وہ دو آدمی غار کے اندر پناہ گزیں ہوئے تھے ۔ اس وقت انہوں نے اپنے ساتھی سے کہا ۔ کہ غم مت کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے ۔ تو اللہ نے اپنی سکینت ان پر نازل کر دی، اور ایسی افواج سے ان کی مدد کی جو تمہیں نظر نہیں آتیں ۔ اور کافروں کے کلمے کو اللہ نے رسوا کر دیا ، اور اللہ کا کلمہ سربلند ہے ۔ اور اللہ غالب ہے ۔ حکمت والا ہے'۔

قرآنِ کریم میں مسلسل جہاد پر ابھارا گیا ہے ۔ تمام آیات کا اندازہ لگاتے ہوئے ایک عالم نے بتایا ہے کہ اس کی تعلیمات کا تیسرا حصہ جہاد کی تعلیمات پر مشتمل ہے ۔ کیونکہ انسانی زندگی کو خوبصورت بنانے کے لیے اللہ پاک نے جو تعلیمات بھیجی ہیں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقے سکھائے ہیں ان تمام کو غالب کرنے کا راستہ جہاد فی سبیل اللہ ہے ۔

اُمّتِ مسلمہ کو جماعتِ اسلامی کی تشکیل کے وقت ہی پکارا گیا تھا کہ اس بڑے کام کے لیے اکٹھے ہو جاؤ ۔ جہاد فی سبیل اللہ کے بغیر اقامتِ دین کا فریضہ انجام نہیں دیا جا سکتا ۔ اور دین کے غلبے کے لیے یہ جہاد جماعت کے بغیر نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے کہ اس کے مقابلے میں بہت بڑی بڑی طاقتیں ہیں ۔ استعمار ہے، روس اور امریکہ ہے ۔ اس زمانے میں برطانیہ اور فرانس جیسی بڑی طاقتیں تھیں ۔

اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے:

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص۔

ترجمہ "بلاشبہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں صف بنا کر لڑتے ہیں جیسے کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں"۔

صف بنائے بغیر لڑنا ممکن نہیں ہے اسی لیے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مومنین اور مسلمانوں کو اکٹھے ہو جانے کا حکم دیا گیا ہے ۔

حضرت عمرؓ کا قول ہے لا اسلام الا بجماعۃ ولا جماعۃ الا بامارۃ ولا امارۃ الا بطاعۃ

ترجمہ = جماعت کے بغیر اسلام کا کام نہیں ہو سکتا اور امارت کے بغیر جماعت نہیں بن سکتی اور اطاعت کے بغیر امارت قائم نہیں ہو سکتی ۔

اکیلا آدمی کچھ نہیں کر سکتا ۔ اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہے ۔ دین کے غلبے کے لیے کفار کا آپ تنہا مقابلہ کرنے کی کوشش کریں گے تو منتشر ہجوم کی کیفیت پیدا ہو جائے گی ۔ اُمّت کو دین کا کام کرنے کے لیے متحرک کرنے کے لیے جماعت کی ضرورت ہے ۔

جماعت بغیر امیر کے کوئی کام نہیں کر سکتی اور جب تک امیر کی اطاعت نہ کی جائے، امیر کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے ۔ چنانچہ جماعت نے ایک باقاعدہ نظام تشکیل دیا ۔ اس کا ایک امیر ہے، اور معروف میں اس کی اطاعت لازمی ہے ۔

یہ بات آپ پر واضح ہونی چاہیے کہ ہم نے اپنی طرف سے گھڑ کر کوئی نیا راستہ نہیں بنایا ۔ ہم نے تو صحابہ کرامؓ کے نقشے کو دیکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو دیکھا ہے اور ان کی سنّت کی پیروی کے لیے ہم نے اپنے لیے ایک طریقۂ کار اپنایا ہے ۔ وہ طریقۂ کار کیا ہے؟ جہاد فی سبیل اللہ ۔ یہ جان سے بھی ہوتا ہے، مال سے بھی ہوتا ہے، دعوت دینے سے بھی ہوتا ہے، کتاب کی تعلیمات آسان زبان میں پھیلانے سے بھی ہوتا ہے ۔

جنگ کرنا بھی جہاد کا ایک طریقہ ہے ۔ یہ بڑی قربانی والا طریقہ ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ مکرمہ کی زندگی میں لوگوں کو دین کی طرف بلایا، یہ بھی جہاد تھا ۔ انہوں نے قوّت استعمال نہیں کی بلکہ قوّت ان کے خلاف استعمال کی گئی، اور ان پر تشدّد کیا گیا ۔ مگر انہوں نے صبر کے ساتھ ان تمام مصیبتوں کو برداشت کیا ۔ پھر مدینہ منورہ میں قوّت فراہم ہو گئی ۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ دی، اور قبائل کا تعاون حاصل ہو گیا ، جزیرہ نمائے عرب کے مسلمان اکٹھے ہو گئے ، تو آپؐ نے پھر قتال فی سبیل اللہ کیا یعنی مسلح جنگ لڑی اور یہ تمام طریقے جہادِ فی سبیل اللہ کے طریقے ہیں ۔ ان میں سے کوئی طریقہ بھی منسوخ نہیں ہوا، نہ کوئی منسوخ کرنے والا موجود ہے ۔ اللہ کے رسولؐ اور قرآنِ پاک کی تعلیمات کو کوئی بھی منسوخ نہیں کر سکتا ۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس زمانے میں تو طریقہ وہ تھا، اور آج طریقہ کوئی اور ہے ۔ اس زمانے میں جو طریقہ تھا ، وہی طریقہ آج بھی ہے ۔ وہی رسولؐ کا طریقہ ہے۔

آپ کو اپنے حالات کے مطابق اپنا راستہ بنانا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دی اور یہ دعوت قبول کرنے والوں کو ایک جماعت کے اندر سمو دیا ۔ ان کی تربیت کی، ان کا تذکیہ کیا، اور ان کو ایک مضبوط جماعت کے اندر ڈھال لیا ۔ پھر اس جماعت کو لوگوں کی ہدایت کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے استعمال کیا، اور اسی جماعت کو جہادِ فی سبیل اللہ کے کام میں لگایا، اور اس کی مدد سے جزیرہ نما عرب کی حد تک اسلام کو غالب کر دیا ۔ اس طرح اسلام مقتدر ہو گیا ۔

یہ دونوں طاقتیں، اقتدار اور قرآنِ کریم، ایک دوسرے کی محافظ ہیں ۔ اقتدار کے بغیر قرآنِ کریم کا حکم نافذ نہیں ہو سکتا اور اقتدار قرآن کے بغیر ظلم کا اقتدار بن جاتا ہے ۔

قرآنِ پاک اقتدار کی حفاظت کرتا ہے، اور اس کے سامنے حدود کھینچ دیتا ہے، وہ ظلم نہیں کر سکتا، وہ طاغوت نہیں بن سکتا، اور تلوار کے ذریعے اور قوّت کے ذریعے سے قرآنِ کریم کا حکم نافذ ہوتا ہے ۔۔ اقتدار اور قرآن کے اس تعلق سے ہی ساری کائنات اپنے صحیح محور پر قائم رہتی ہے ۔ جب یہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں، اور الگ الگ ہاتھوں میں پہنچ جاتے ہیں، تو پھر دنیا ظلم سے بھر جاتی ہے ۔

آج دنیا اسی لیے ظلم سے بھری ہوئی ہے ۔ ایک طرف بے خدا نظام ہے، حکمرانوں کو کوئی خوفِ خدا نہیں ہے ۔ ایسے حکمرانوں نے ہی پورے کے پورے افغانستان کو ویرانہ بنا دیا ۔ ایٹم بم، ہائیڈروجن بم بنا کر دنیا کی تباہی کے سارے انتظامات انہوں نے کیے ہیں ۔ میں نے افغانستان

کا دورہ کیا ہے وہاں روس نے بے گناہ مرد و عورت اور معصوم بچّوں کو بھی نہیں چھوڑا ۔ ہر گھر اس کی دہشت گردی کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ دس دس ہزار آبادی کے بے شمار قصبے، ایسے تباہ ہوئے کہ ایک مکان بھی ان میں سے نہیں بچا ۔

قوّت ان کے ہاتھوں میں ہے جو اللہ کا خوف نہیں رکھتے، قرآنِ کریم کی حدود کا انہیں پاس نہیں ہے ۔ اور دوسری طرف جو حاملینِ قرآن ہیں، وہ حجروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور کونوں میں دبکے ہوئے ہیں ۔ ان کو کوئی فکر نہیں ہے کہ یہ قرآنِ کریم دنیا پر غالب آنے کے لیے بھیجا گیا تھا، اس لیے نہیں بھیجا گیا تھا کہ ہم اس کو غلافوں میں باندھ کر ایک جگہ رکھ دیں یا صرف اس کی تلاوت کریں ۔ اور اسے حفظ کر لیں، مگر اس کے حکم کو نافذ کرنے کی کوئی ہمیں فکر نہ ہو ۔

ہم پر لازم ہے کہ ہم سب قرآنِ کریم کو سمجھ کر پڑھیں ۔ اور پھر اس کے علم کو عام کر دیں ۔ اور اس کی تعلیمات کو عمل میں لانے کے لیے جہاد کریں اور پھر اس کو عملاً نافذ اور غالب کر دیں ۔ جب قرآن اور اقتدار جمع ہو جائیں گے، ایک ہاتھ میں قرآن ہو گا اور ایک ہاتھ میں قوّت، تو یہاں پر دین نافذ ہو گا، اور عدل و انصاف کا دور دورہ ہو گا ۔

جماعتِ اسلامی پاکستان کا مقصد یہی ہے ۔ اس مقصد کے لیے ہمارا طریقِ کار وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا ۔ ہم رائے عامہ کے ذریعے سے تبدیلی لانا چاہتے ہیں ۔ لوگوں کو دعوت اور تبلیغ کے ذریعے اپنے ساتھ ملانا اور ان کو منظم کرنا چاہتے ہیں ۔ ان کی سیرت سازی ہمارے پیشِ نظر ہے ۔ ہم زندگیوں کو نفاق اور شرک سے پاک کرنا چاہتے ہیں ۔

اس پوری قوّت کو ہم اس معاشرے کی عام اصلاح، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں لگانے اور اسی قوّت کے ذریعے سے اقتدار صالح ہاتھوں کو منتقل کرنا چاہتے ہیں ۔

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو گئی ہے کہ ہم صرف انتخابات لڑتے ہیں۔ صرف انتخابات لڑنے کے لیے جماعتِ اسلامی وجود میں نہیں آئی ہے ۔ انتخابات بہت سارے دوسرے کاموں میں سے ایک کام ہے ۔ ہم تو مسلسل اپنا پورا کام کیے جا رہے ہیں ۔ ہمارا چار نکاتی پروگرام ہے (۱) دعوت و تبلیغ (۲) جو لوگ مل جائیں ان کی تربیت کرنا اور انہیں منظم کرنا (۳) اور پھر اس منظم قوّت کو معاشرے کی اصلاح کے لیے استعمال کرنا (۴) اس طرح جتنی قوّت میسر آئے اور معاشرہ جتنا تیار ہو اس کے مطابق اصلاحِ حکومت اور انقلابِ قیادت کے لیے کام کرنا ۔ "جماعتِ اسلامی کا آئندہ لائحہ عمل" میں جو ارکان کے اجتماعِ عام کی منظور کردہ قرارداد درج ہے اس کی تشریح میں مولانا مودودیؒ نے فرمایا تھا کہ ہم ان چار شعبوں کے اندر کام کریں گے ۔ اس لائحہ عمل میں یہ

کام بھی تھا کہ اخلاقی شعبے میں ہمارے کارکنوں کو تین کاموں پر اپنی قوّت خرچ کرنی ہوگی۔ (۱) غنڈہ گردی کا انسداد (۲) ہر قسم کے فواحش کا انسداد (۳) رشوت و خیانت کی روک تھام ۔

ہم صرف اخلاقی تنقید پر ہی اکتفا نہیں کرنا چاہتے، بلکہ معاشرے کو ان برائیوں کے مقابلے میں منظم کر کے ان کے خلاف عملی جدوجہد بھی کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ نہیں ہے کہ ہم انتخابات کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ جائیں ۔ اخلاقی بگاڑ عام ہو رہا ہے، ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے اخلاقی تباہی کا سامان کیا جا رہا ہے ۔ جوئے اور عریانی و فحاشی اور مرد و زن کے اختلاط کو عام کیا جا رہا ہے ۔ اور عورت کے حقوق کے نام پر عورت کو اسلام سے بغاوت کی دعوت و ترغیب دی جا رہی ہے ، لہٰذا اس وقت اس بات کی ضرورت ہے، کہ اس بگاڑ کے راستے میں ہم رکاوٹ بن جائیں ۔ ہم آگے بڑھیں گے اور اپنی تمام قوّتوں کو جمع کر کے بگاڑ کی اس تحریک کی مزاحمت کریں گے ۔

جماعت کے لائحہ عمل میں بھی یہ کہہ دیا گیا تھا کہ ہم صرف اخلاقی تنقید پر اکتفا نہیں کریں گے ۔ کچھ لوگ ہمارے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جماعتِ اسلامی ایک عام انداز کی سیاسی جماعت ہے، اور ہم صرف انتخابات میں حصہ لیتے ہیں، ہمارا کام تو مسلسل اور ہمہ گیر ہے اور جماعت یہ ہمہ پہلو کام مسلسل کرتی رہی ہے ۔ یہ وسعت جو آپ کو آج نظر آرہی ہے ۔ یہ اسی کام کے نتیجے میں نظر آرہی ہے ۔ منظم اجتماع انہی کوششوں کا ثمر ہے ۔ پچاس سال سے ہم ایک تسلسل کے ساتھ اس طریقِ کار پر قائم ہیں ۔ ہمارے نصب العین میں کوئی فرق نہیں آیا، نہ ہم نے اپنے مقصد سے کوئی انحراف کیا ۔ ہم آج پھر بنیادی طور پر اسی طریقِ کار پر چل رہے ہیں جس پر ہم نے پچاس سال پہلے کام کا آغاز کیا تھا اور اس طریقِ کار کے بنیادی خدوخال قرآن و سنّت کی تعلیمات کی روشنی میں مرتب کئے گئے ہیں ۔

یہ بات بھی ہم نے تشکیلِ جماعت کے روز ہی کہہ دی تھی کہ اسلام کسی سازشی طریقے سے نافذ نہیں ہو گا ۔ کسی جبر یا کسی مارشل لاء کے ذریعے اسلام نافذ نہیں ہو گا ۔ حال ہی میں آپ نے دیکھ بھی لیا کہ یہ نظام مارشل لاء کے ذریعے نافذ نہیں ہو سکا ۔ بہت اچھے، پاکباز اور نمازی آدمی آئے ، لیکن نفاذِ اسلام کا بنیادی کام نہ کر سکے ۔ اس لیے کہ اسلام کے غلبے کا طریقہ وہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا اور وہ یہ کہ عام دعوت و تبلیغ سے لوگوں کو دین کی طرف بلایا جائے ۔ جو لوگ دعوت قبول کر لیں ، انہیں منظم کیا جائے اور ان کی دینی اور اخلاقی تربیت کی جائے اور اس منظم قوّت کو اصلاحِ معاشرہ اور اصلاحِ حکومت کے کام میں لگایا جائے ۔ اسی طریقے پر ہم چل رہے ہیں۔ رائے عامہ کی قوّت کے بغیر کوئی بھی قوّت اس وقت ایسی نہیں ہے کہ اس بگڑے ہوئے

نظام کو درست کرنے کے لیے وہ آپ کے کام آسکے ۔

میں یہ ذرا وضاحت کے ساتھ آپ سے کہہ دوں کہ آپ غیر اسلامی قوتوں کی بہت مضبوط گرفت میں ہیں ۔ آپکی فوج بڑی حد تک ان ہی روایات پر چل رہی ہے جن پر انگریز کے زمانے میں انگریزی فوج نے اس کی تربیت کی تھی ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ مکمل طور پر اسی رنگ میں رنگی ہوئی ہے لیکن اب تک ہماری فوج نے انگریزی دور کی روایات کو خیرباد نہیں کہا ۔

یہی حال آپ کے سرکاری افسر کا ہے ۔ ایک بہت بڑے بیوروکریٹ نے خود مجھے بتایا کہ یہاں پر جو نظام نافذ ہے، اینگلو سیکسن (Anglosaxson) نظام ہے ۔ عدلیہ، انتظامیہ اس کی پابند ہے ۔ اس نظام کے محافظ چھوٹی موٹی تبدیلی کرنے کے لیے تو تیار ہیں، مگر اس کے لیے تیار نہیں ہیں کہ موجودہ نظام کو یکسر اکھاڑ کر دوسرا نظام اس کی جگہ رائج کر دیا جائے ۔ کبھی کبھی کوئی قرارداد منظور کر کے یا چھوٹا موٹا دینی مطالبہ منظور کر کے ہمیں وقتی طور پر خوش کر دیتے ہیں ، لیکن وہ بنیادی طور پر اینگلو سیکسن نظام پر چل رہے ہیں ۔ اس نظام کو ہمارا حکمران طبقہ زیادہ بہتر سمجھتا ہے اور وہ اس نظام کو شریعتِ اسلامی سے تبدیل کرنے پر آمادہ نہیں ہے ۔

دوسری طرف آپ کے جاگیردار اور سرمایہ دار ہیں ۔ انہوں نے یہاں کمرشلائزڈ سیاست نافذ کی ہے ۔ پیسے اور دھن دولت کے زور سے وہ اپنی سیادت برقرار رکھنا چاہتے ہیں ۔

ہمارے ملک میں ان طبقات کا کامل غلبہ ہے ۔ اس غلبہ کو توڑنے کے لیے کوئی اور راستہ نہیں ہے ، سوائے اس کے کہ رائے عامہ کو بیدار کیا جائے ۔

میرے بھائیو اور بہنو! آپ اتنی بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود کیوں دل شکستہ ہوتے ہیں، جب پچھتر آدمیوں پر اس وقت کوئی غم نہیں تھا ۔ بس یہی عزم تھا کہ روس اور امریکہ کے مقابلے میں اٹھیں گے اور ہر دنیاوی طاقت سے ٹکرا جائیں گے ۔ اللہ کی نصرت پر کامل بھروسہ تھا تو اب جب آپ اتنے پھیل گئے ہیں، آپ کی امداد کے لیے افغان مجاہدین آپ کی مغربی سرحد پر کھڑے ہو گئے ہیں، اور فلسطین میں انتفاضہ المبارکہ کی تحریک شروع ہو گئی ہے ، ادھر کشمیر کے مجاہدین کھڑے ہیں، ہندوستان کے مسلمان کروڑوں کی تعداد میں آپ کے پشتیبان ہیں، عرب سے اسلامی تحریکیں اٹھ رہی ہیں، یورپ اور امریکہ آپ کے نوجوان جاتے ہیں، تو اسلامی رنگ میں رنگ جاتے ہیں، چاروں طرف یہ بہار ہے اس کے بعد دل شکستگی کی کیا وجہ ہے؟

آپ آگے بڑھ رہے ہیں ، مسلسل پیش رفت کر رہے ہیں ۔ آپ کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا، ممکن نہیں کہ کوئی آپ کی اس پیش رفت کو روک سکے ۔ جو طریقہ آپ نے اختیار کیا ہے یہ

وہ طریقہ نہیں ہے جس کے سامنے کوئی مؤثر روک بن جائے ۔ ضرورت صرف اس کی ہے کہ آپ چلتے رہیں، اپنے طریقے پر، اس سے مایوس نہ ہوں، کسی جبر کے نظام سے یہ توقع نہ رکھیں کہ اس کے نتیجے میں اسلام آئے گا اور انقلاب آئے گا ۔

آپ کو یاد نہیں ہے کہ ۱۹۷۴ء میں جب آپ لوگ اکٹھے ہو گئے تو عوامی تحریک کے ذریعے سے خود پیپلز پارٹی سے ختمِ نبوّت کا مطالبہ منوالیا ۔ آپ کو یاد نہیں ہے کہ ۱۹۷۷ء میں جب آپ مل گئے تو پیپلز پارٹی کے دورِ حکومت میں بھٹو صاحب نے خود شراب پر پابندی کا حکم نافذ کیا ۔ رقص گاہوں کو بند کرنے کا حکم جاری کیا، نائٹ کلبوں پر پابندی عائد کی ۔ حالانکہ یہ سب لوگ اسی شراب اور انہی نائٹ کلبوں کی پیداوار تھے ۔ اللہ کی مدد اور آپ کی طاقت سے مجبور ہوئے کہ انہوں نے طوعاً و کرھاً آپ کے سامنے سپر ڈال دی ۔

آپ کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ آپ کے پاس ایمان کی طاقت ہے۔ آپ کے ساتھ عوام ہیں ۔ آپ کے پاس دین ہے ۔ مسلمان جنونی جذبہ رکھتے ہیں ۔ لوگ ہم کو طعنہ دیتے ہیں اور Fanatic اور جنونی کہتے ہیں ۔ ہم تو اس پر فخر کرتے ہیں کہ جب ہم اللہ کی راہ میں نکلتے ہیں تو دنیا و مافیہا سے مستغنی ہوتے ہیں ۔ ہمارے اس جذبے کے سامنے نہ روس ٹھہرا ہے نہ امریکہ ٹھہرا ہے ، اور نہ اس کے پٹھو ٹھہر سکیں گے ۔

میں آپ سے صرف یہ کہتا ہوں کہ رائے عامہ کو ساتھ لیجیے ۔ بھائیو! آپ اس کام کی طرف توجّہ دیں جو آپ کا اصل اور ابتدائی کام ہے، یہ کوئی نیا کام نہیں ہے ۔ رودادِ جماعتِ اسلامی حصہ ششم میں ۱۹۵۱ء میں، لوگوں کو یہ کہا گیا، خود مولانا مودودیؒ نے کہا کہ یہ کام کرو۔ بستی کی مسجدوں کی اصلاحِ حال، عام باشندوں کو اسلام کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کرانا، تعلیمِ بالغاں کا انتظام ، کم از کم ایک دارالمطالعہ کا قیام، لوگوں کو ظلم و ستم سے بچانے کے لیے اجتماعی جدّوجہد ، باشندوں کے تعاون سے صفائی اور حفظانِ صحت کی کوشش، بستی کے بے کس یتیموں، بیواؤں اور غریب طالب علموں کی فہرستیں مرتب کرنا اور جن جن طریقوں سے ممکن ہو ان کی مدد کا انتظام کرنا، اگر ذرائع فراہم ہو جائیں تو کوئی پرائمری سکول، ہائی سکول یا مذہبی تعلیم کا ایسا مدرسہ قائم کرنا جس میں تعلیم کے ساتھ اخلاقی تربیت کا بھی انتظام ہو ۔

یہ کام کرنے کے ہیں، اس کے ساتھ اپنا پیغام پہنچانے کے لیے جدید طریقوں کو استعمال کریں ۔ میرے بھائیو! آپ کے پاس صرف کتاب ہی ذریعہ نہیں ہے ۔ کتاب تو صرف پڑھے لکھے لوگوں تک پہنچ سکتی ہے ۔ اس میں شک نہیں ہے کہ کتاب بہت اہم ہے، اور بہت مفید

ہے۔ اور جو طبقہ کتاب کو پڑھ کر آجاتا ہے وہ ڈٹا رہتا ہے۔ اس کی فکر بہت مضبوط ہو جاتی ہے ۔ لیکن ملک میں ۹۰ فیصد لوگ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ ان میں آپ صرف کتاب کے ذریعے تبدیلی نہیں لا سکتے ۔ آج کل پڑھے لکھے بھی کتاب نہیں پڑھتے۔ لوگ دیکھتے ہیں، سنتے ہیں۔ رسول اللہ کے زمانے میں جو بڑے بڑے صحابہ کرامؓ تھے، جو استاد ہیں، تمام انسانیت کے جو معلم ہیں، پوری دنیا کے، جو ستاروں کی مانند ہیں، جو راستہ دکھانے والے ہیں، وہ سب پڑھے لکھے لوگ نہیں تھے ۔ ان کی تربیت ہوئی تھی، ان کا تذکیہ ہوا تھا۔ انہوں نے حق تق کو سمجھ لیا تھا، ان پر عمل پیرا ہو گئے تھے ۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ابتدائی لوگ کون تھے؟ حضرت بلالؓ ، خاندان یاسرؓ، اور اس طرح کے لوگ۔ ایک صحابیؓ کا مشہور واقعہ ہے ۔ کہ رسولؐ اللہ نے پیچھے سے ان کی آنکھوں پر پیار سے ہاتھ رکھ لیا ۔ فرمایا، کہ بتاؤ میں کون ہوں ۔ وہ مزدور تھے، راستے میں کھڑے تھے، مزدور صحابیؓ گرد آلود کپڑے پہنے ہوئے تھے، انہوں نے اسی گرد آلود لباس میں رسول اللہ سے ملتے ہوئے کہا، یا رسول اللہ ، مکہ کی بستی میں آپ کے علاوہ اس غریب سے اتنی محبت کرنے والا اور کون ہے ۔ رسولؐ اللہ نے محبت کے ذریعے سے لوگوں کے دل جیت لیے ۔ آپ کے اس مجمع میں مجھے نظر آرہا ہے کہ آپ کے ساتھ مزدور اور کسان طبقہ کے لوگ کم آتے ہیں، بہت کم ۔ حالانکہ آپ کے ملک میں ۹۰ فیصد تعداد ان پڑھ لوگوں کی ہے ۔ پڑھے لکھے لوگوں کی نہیں ہے ۔ ان کو ساتھ لیں ۔ وہ ایسے دل و جان کے ساتھ آپ کے ساتھ آئیں گے کہ آپ کو پیچھے چھوڑ دیں گے، قربانیوں میں آپ سے آگے بڑھ جائیں گے ۔ اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے آپ کے دست و بازو بنیں گے ۔ جو بات اعتماد کے ساتھ باآواز بلند کہی جاتی ہے، اس سے ایک ماحول متاثر ہو جاتا ہے، پورا ماحول اس کو سن لیتا ہے ۔

ہر طرح کے تعصبات کی دیواروں کو بالکل ڈھا دیں ۔ ہر آدمی کے پاس جائیں، ہر آدمی میں کوئی نہ کوئی خوبی آپ کو ملے گی ۔ پیپلز پارٹی کا آدمی ہو، مسلم لیگ کا آدمی ہو ، اے این پی کا ہو ، کسی بھی تنظیم کا ہو ، محبت کے ساتھ اس کے پاس جائیے ۔ ہر آدمی میں حسن ہے ، ہر آدمی حسین ہے ، ہر آدمی میں کوئی نہ کوئی خوبی چھپی ہوئی ہے اور کوئی نہ کوئی بھلائی اس کے اندر ضرور موجود ہے ۔ بھلائی کے اس حسن کو اجاگر کرنے کی کوشش کریں ۔ اس کے نتیجے میں آپ کی افرادی قوت بڑھے گی ۔ اس کے نتیجے میں آپ لوگوں کے دل جیت سکیں گے، اس کے نتیجے میں آپ کی قوت بڑھتی ہی رہے گی ۔

مَیں نے ارادہ کیا ہے کہ انشاء اللہ یہ اجتماع سالانہ ہو گا۔ انشاء اللہ ہر آنے والا سال گزرنے والے سال سے بہتر ہو گا اور اگر اللہ کو منظور ہوا تو ہم بالآخر اپنی منزل پالیں گے ۔ دنیا میں اسلامی انقلاب کی منزل آخرت میں اپنے رب کی خوشنودی اور جنّت کی منزل ۔

و آخر دعوانا عن الحمد للہ ربّ العالمین